ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

اختر شیرانی اور جان کیٹس کے مشترک رومانوی زاویے: اوڈز

The Similar Romantic Characteristics of Akhtar Shirani and John Keats: Odes

ڈاکٹر فریحہ بخاری[1]

ڈاکٹر محمد ریاض عابد[2]

Abstract:

It's quite interesting to do a comparative study of two Romantic poets from two different languages and literatures and draw similarities and dissimilarities between their thought patterns, literary beliefs/schools of thoughts, romantic characteristics, concerns and themes etc... John Keats is the most Romantic English poet ever; likewise, Akhtar Shirani is the most Romantic poet, Urdu has ever produced. Romantic movement in English literature reached its climax in the early nineteenth century; a century before it set forth in Urdu. Still the two Romantic poets have striking similarities in the romantic characteristics of their poetry, like fervent imagination, quest for beauty, escapism, sensuousness, medievalism, nostalgia, supernaturalism etc. Whilst Fanny Brawn's infidelity played havoc with Keats's health and crash landed him on earth from his imaginary heavens; Akhtar too could not have his life-long sweetheart Salma by his side, thereby splitting the romantic ideals of both Romantic poets to pieces. Whilst Keats's romantic idealism embraced realism in the end thus giving birth to his immortal odes; Akhtar Shirani can no longer be branded as an all-time drunkard for he reached the culmination of his Realism in his scattered thoughts in his later poetry. Both Romantic poets died young, thus depicting striking similarities in the life and works of both poets. This aims at a comparative study of Keats Odes and Akhtar's Realism.

جنابِ خضرؑ جنہیں آج تک سمجھ نہ سکے
وہ راز ہیں ہمیں معلوم زندگانی کے

[1]

''اوڈز'' انگریزی شاعری کی وہ صنف سخن ہے جس میں نہایت لطیف جذبات کو بھرپور غنایت کی لے میں پیش کیا جاتا ہے۔ کیٹس کو اپنے اوڈز کی وجہ سے، انگریزی ادب میں لافانی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ان اوڈز میں اس حسّاس دل کی تڑپ صاف عیاں نظر آتی ہے وہ سر پر منڈلاتی موت کی پرچھائیوں میں زندگی کی تلخیوں کی کرچیوں کو اپنے وجود میں اترتا محسوس کرتا ہے۔ دوسری طرف اختر کے ہاں بھی افکارِ عالیہ کی کسی طور کمی نہیں۔ ناقدین ادب نے، آج تک، اُن ان نادر افکار کو ایک شاعر رومان ایک رند بلاخوش کی ''نادانستہ جذبات کی رو'' ہی پر محمول کیا ہے اور اختر کے سماجی، عمرانی، سیاسی اور مذہبی شعور کا ذکر ہمیشہ ثانوی حیثیت میں کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اختر شیرانی بھی، انگریزی کے شاعر رومان، جان کیٹس کی طرح اعلیٰ درجے کے نابغہ شاعر ہیں اور ان کے ہاں زندگی کی آفاقی صداقتیں اپنی تمام تر تابانی کے ساتھ جلوہ افروز ہوتی ہیں جن کو اوّلین حیثیت میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

شعبہ اُردو، پنجاب کالج لاہور

شعبہ اُردو و اقبالیات، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، (بہاول نگر کیمپس)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ذیل میں ہم اختر اور کیٹس کے ہاں، بیان والی ان آفاقی صداقتوں کا ذکر کریں گے جن کی بدولت نہ صرف ان شعراء کے جہانِ شعر تابناک ہیں بلکہ ہر دو تہذیبوں کے انسانوں کو زندگی کے پیچ و خم سے آگاہ کرتے ہیں۔

کیٹس نے یونانی خاکدان کے نام اپنے اوڈ(Ode on the Grecian Urn)میں، خاکدان پر بنی جامد مورتوں کے جامد جذبات و تاثرات کا تقابل، انسانی احساسات وجذبات سے کیا ہے، جو تغیر پذیر ہیں۔انسانوں کی ناپائیدار محبّتیں، جو نفرتوں میں بدل جاتی ہیں، وفائیں جو بے وفائیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

Ah, happy, happy boughs! that cannot shed
Your leaves, nor ever bid the Spring adieu,
And happy melodist, unwearied,
Forever piping songs for ever new,
More happy love! more happy happy love!
Forever warm and still to be enjoyed,
Forever panting and forever young,
All breathing human passion far above,
That leaves a heart high-sorrowful and cloyed
A burning forehead, and a parching tongue. ۲

اختر کو ’’آغازِ عشق‘‘ ہی سے ’’انجامِ عشق‘‘ کا پتا ہے......!
اور امیدِ وصل کو وہ بھی میں ایک فریب خیال ہی سمجھتے ہیں:

آغازِ عشق ہی مجھے انجامِ عشق ہے
میں دامن نسیم پہ اَشک چکیدہ ہوں ۳

شہرُود کی نظم ملاحظہ فرمائیں:

اُمیدِ وصل ایک فریبِ خیال ہے
یہ دل نشیں خلش، خلشِ بے مآل ہے
اس زندگی میں ساتھ رہیں ہم، محال ہے
سفّاک، کینہ ساز ستاروں کی چھاؤں میں
آمر رہیں حسین چناروں کی چھاؤں میں
اچھے برے زمانے کا اب انتظار کیا
ہم غمزدوں کے حق میں خزاں کیا، بہار کیا
ہاں اعتبارِ ہستیِ بے اعتبار کیا
اُمیدِ خَس ہے، غم کے شراروں کی چھاؤں میں ۴

حیاتِ دُنیا، عارضی ہے جہاں عشقِ مجاز جلد ہی مرجھا جاتا ہے، مستقبل یہاں خام نقش ہے، اُمید، حباب کی حیثیت رکھتی ہے، اور جوانی کو ثبات نہیں!

سازِ دل کو گدگدایا عشق نے
موت کو لے کر جوانی آگئی ۵

مستقبل اس جہاں میں فقط، نقشِ خام ہے
اُمید کا حباب کی صورت قیام ہے
اور غمزدوں کی طرح تیز گام ہے
کب تک یہ عمر، عمرِ جوانی گنواؤ گی؟ ۶

کیٹس بھی اس زندگی کو پتّے کی سی زندگی (Leafy world) کہتا ہے اور اس میں عاشقوں کی بساط ہی کیا ہے؟ آغوشِ صدف میں دو گوہر آبدار، خاموش پڑے ہیں۔

Still in the bosom of a leafy world
We rest in silence, have two gems upcurl'd
In the receses of a pearly shell ۷

عشق کہ جس کے دین میں صبر و سکوں حرام ہے
ایک نظر کا نام ہے، ایک اثر کا نام ہے
گل کدۂ مجاز میں جس کا بہشت نام ہے
اُس کی بہارِ حُسن کی نکہت ناتمام ہے
فکر و نظر کی عفتیں رنگِ ہوس میں غرق ہیں
اب تو جہانِ عشق میں ذوقِ گناہ عام ہے
پائے طلب کے واسطے کوئی نئی زمیں بنا
وادیٔ مہر و ماہ تو لغزشِ نیم گام ہے ۸

کیٹس نے اپنے آفاقی اوڈ بنام کاہلی (Ode on Indolence) میں سوال اٹھایا ہے کہ محبت کیا ہے؟ اور کیا عشق و محبت کا کوئی حقیقی وجود بھی ہے؟

O folly! What is Love? and where is it?
And for that poor Ambition - it springs
From a man's little heart's short fever – fret ۹

چنانچہ جب محبت، عزم اور شاعری تین ارواح کی صورت میں ظاہر ہوتی اور شاعر کی نظر سے گزرتی ہیں......

The first was a fair Maid, and Love her name,

The Second was Ambition, pale of cheek,
And ever watchful with fatigued eye,
The last, whom I love more, the more of blame
Is heaped upon her, maiden most un-meek,
I knew to be my demon Poesy ۱۰؎

محبت کی دیوی حسین ہے تو کیا ہوا؟ کیٹس نے عشق میں سخت صدمے اٹھائے ہیں۔انسانی عزم وارادہ، جس کے گال اڑان سے پیشتر زرد ہیں، (ع اُڑنے سے پیشتر ہی مرا رنگ زرد تھا)اور آخری شاعری کی دیوی، تو وہ بے شک کیٹس پر مہربان ہوئی لیکن سفّاک اور نااہل نقادوں کے ہاتھوں اس پر کیا کچھ نہیں بیتی؟لہٰذا وہ ان تینوں ارواح کو حکم دیتا ہے کہ وہ یہاں سے فی الفور چلی جائیں اور اس پر اپنا تسلط قائم کرنے سے باز رہیں۔

Fade softly from my eyes,
Farewell! I yet have visions
Vanish, Ye phantons! from my idle spright,
Into the clouds, and never more return! ۱۱؎

چنانچہ خاکدان پر بنی محبوب مورتوں کو مبارک کہ اُن کا عاشق ہمیشہ اتنا ہی وفادار رہے گا، جیسا کہ وہ جامد تصویر میں دکھائی دے رہا ہے لیکن انسانی جذبات، ناقابلِ اعتبار اور غیر یقینی ہیں اور وہ کبھی بھی بدل سکتے ہیں۔انسانی زندگی کے عظیم المیوں میں سے، ایک انسانی جذبات، احساسات اور رشتہ وپیوند کی بے اعتباری ہے۔

Bold lover, never, never can't thou kiss
Though winning near the goal yet do not grieve
She cannot fade, through thou has not thy bliss
Forever wilt thou love, and She be fair! ۱۲؎

ان دو جڑواں اوڈز Ode on the Grecian Urn اور Ode on Indolence سے کیٹس کے اور اس میں اٹھائے جانے والے سوالات سے اختر کی ایک نظم یاد آتی ہے:

”نہ تمہارا حسن جواں رہا، نہ ہمارا عشق جواں رہا۔“

ملاحظہ فرمایئے تمام تر ذہنی بہشتوں کی مشاّطگی کے باوجود ہمارا شاعرِ رُومان، زندگی کی ارضی سچائیوں کو جانتا، مانتا اور انہیں آفاقی صداقتیں گردانتا ہے۔

نہ تمہارا حُسن جوان رہا، نہ ہمارا عشق جواں رہا
نہ وہ تم رہے، نہ وہ ہم رہے، جو رہا تو غم کا سماں رہا
نہ وہ دل ہے اب نہ جوانیاں، نہ وہ عاشقی کی کہانیاں
نہ وہ غم، نہ وہ اشک فشانیاں، نہ وہ دردِ دل کا نشاں رہا

نہ وہ عشق ہے، نہ وفا رہی نہ وہ حُسن ہے نہ جفا رہی
نہ وہ اپنی اپنی ادا رہی، نہ وہ اپنا اپنا جہاں رہا
یہ بہارِ گلشنِ آب و گل ہے فنا اثر تو ہو کیوں خجل
وہ گلِ فسردہ ہے میرا دل کہ ہمیشہ نذرِ خزاں رہا ۱۳

اختر شیرانی کو بھی اُن کی طوفانی محبتوں نے کچھ نہیں دیا۔ چنانچہ وہ بھی ''خُدائے عشق'' سے کچھ اتنے خوش نہیں۔

راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے ہیں، رو رو کے دُعائیں کرتے ہیں
آنکھوں میں تصور، دل میں خلش، سر دُھنتے ہیں، آہیں بھرتے ہیں
اے عشق! یہ کیسا روگ لگا، جیتے ہیں نہ ظالم مرتے ہیں؟
یہ ظلم تو اے جلاد نہ کر
اے عشق ہمیں برباد نہ کر ۱۴

چنانچہ کیٹس کی طرح، وہ بھی، اب ارضی سچائیوں کے قائل ہوتے جا رہے ہیں اور عشق کی سچائی خیالی جنّتوں پر اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اُمید کی جھوٹی جنت کے، رہ رہ کے نہ دکھلا خواب ہمیں
آئندہ کی فرضی عشرت کے، وعدوں سے نہ کر بیتاب ہمیں
کہتا ہے زمانہ جس کو خوشی، آتی ہے نظر کمیاب ہمیں
چھوڑ ایسی خوشی کو یاد نہ کر
اے عشق! ہمیں برباد نہ کر ۱۵

اختر کی محبوبہ سلمیٰ نور جہاں کے مزار پر جاتی ہے تو تربت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حسن و عشق کا انجام فاش کر دیتی ہے......!

یہ کس نے چپکے سے تربت کی سمت اشارہ کیا
بتا کے حُسن کا انجام، دل دو پارہ کیا
اور اپنا رازِ غمِ عشق آشکارہ کیا ۱۶

کیٹس، لاکھ حسن کا متوالا ہو پر، عشق کے ساتھ ساتھ، حسن کے اس منطقی انجام سے بخوبی واقف ہے............ چنانچہ اوڈ زبنام اُداسی (Ode on Melancholy) میں کہتے ہیں:

She dwells with Beauty, Beauty that must die,
And Joy, whose hand is ever at his lips ۱۷

اور

Where beauty cannot keep her lustrous eyes,
Or new Love pine at them, beyond to morrow ۱۸

اختر شیرانی کے ہاں زوالِ حُسن کی ایک اور تصویر دیکھیے:

یہ جسم جس میں شباب آج لہلہاتا ہے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

یہ جسم جس کو حجاب آج گُدگُداتا ہے
یہ آنکھیں جن میں جواں مستیاں جھلکتی ہیں
یہ ہونٹ جن میں شرابیں پڑی چھلکتی ہیں
یہ حُسن آج جو اس طرح جگمگاتا ہے
جو ساری بستی میں اِک آگ سی لگاتا ہے
خدا ہی جانے کہ کل ان کا حال کیا ہوگا؟
مجھے خبر نہیں میرا مآل کیا ہوگا؟
جفائے مرگ سے محفوظ اگر خدا کر دے
مجھے فنا گہِ ہستی میں لافنا کر دے
وہ حسن بخش دے، جس کو کبھی زوال نہ ہو
وہ جسم بخش دے، جس کا کبھی یہ حال نہ ہو
زمانہ کیا ہے، تخیّل کا کارخانہ ہے
مصوّرانِ فنا کا نگارخانہ ہے
یہاں کے رنج، یہاں کی حسرتیں فانی
یہاں کے حُسن، یہاں کی محبتیں فانی
یہاں کے رنج وتعب، راحت وطرب فانی
فقط خدا کو بقا اور باقی سب فانی[۱۹]

وہ کون سا رُخسار ہے، جو مرجھانہ گیا ہو، کون سے لبِ شیریں ہیں جو سدا گُلاب آسا رہیں، کون سی آنکھ ہے، جس کی نیلم ایسی خوبصورتی، ہمیشہ فروزاں رہے؟ کون سا چہرہ ہے جو جھرّیانہ گیا ہو اور کون سی الھڑ دوشیزہ ہے جس کی جوانی سدا بہار رہے؟...... ! کیٹس کے نزدیک جوانی، عیش، لُطف سب پانی کے بُلبلے ہیں، جو محض چھو لینے سے ختم ہو جاتے ہیں! (ع ہستی اپنی حباب کی سی ہے) کیٹس کے ہاں، حُسن کا زوال اور اُس کی پائمالی دیکھ لیجیے:

OR, sweet Fancy! let her loose;
Everything is spoilt by use:
Where's the check that doth not fade?
Too much gaz'd at? Where's the maid
Whose lip mature is ever new?
Where's the eye, however blue,
Doth not weary? Where's the face
One would meet in every place?
Where's the voice, however soft,
One would hear so very oft?
At a touch sweet pleasure melteth

Like to bubbles, when rain pelteth ۲۰

لالئ طور کی نظم ''حوصلے'' انسانی عزم و حوصلے پر شاعر کے افکارِ عالیہ پر مبنی ہے، انسان تو دہیٔ خاک ہے اور حوصلے و ہمت اس تو دہیٔ خاک میں درد بھر دیتے ہیں اور اسے ''رشکِ صد طور وارم'' بنا دیتے ہیں۔

تو دہیٔ خاک تھی یکسر تری دُنیائے حیات
میں نے یہ دردِ حسیں آ کے سکھایا اس کو
کیفِ صہبائے غم روح بتایا اس کو
ورنہ یہ خاک تھی لذّت سے سراسر محروم ۲۱

اختر کی یہ نظم ''اے عشق ہمیں برباد نہ کر'' کیٹس کے کسی اوڈ سے کم تر نہیں۔ کیٹس کی طرح اختر، عشق کے بعد انسانی امیدوں، ارادوں (Ambitions) جو طول الامل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں یک جنبشِ قلم مسترد کر دیتے ہیں۔

ہر دم اَبدی راحت کا سماں دِکھلا کے ہمیں دلگیر نہ کر!
للہ حبابِ آبِ رواں پر نقشِ بقا تحریر نہ کر
مایوسی کے رمتے بادل پر اُمید کے گھر تعمیر نہ کر
تعمیر نہ کر، آباد نہ کر
اے عشق ہمیں برباد نہ کر
دُنیا کا تماشا دیکھ لیا، غمگیں سی ہے بے تاب سی ہے!
اُمید یہاں اِک وہم سی ہے، تسکین یہاں اِک خواب سی ہے!
دُنیا میں خوشی کو نام نہیں، دُنیا میں خوشی نایاب سی ہے!
دُنیا میں خوشی کو یاد نہ کر
اے عشق ہمیں برباد نہ کر ۲۲

اب جان کیٹس کی شہرہ آفاق نظم "When I have fears" میں بیان کردہ آفاقی صداقتوں کا حُسن دیکھئے...... کیٹس کا دِل اس اندیشے سے کانپتا ہے کہ وہ اپنی عزیز از جان محبوبہ، فینی بران کا حُسن دیکھنے کی لذّت سے محروم ہو جائے گا...... شاید زندگی اُسے اب اور مہلت نہ دے۔ یہاں انسانی حوصلوں، اُمنگوں، شہرتوں کو زوال آمادہ دکھایا گیا ہے۔

And when I feel, fair creature of an hour!
That I shall never look upon thee more,
Never have relish in the faery power
Of un reflecting love! then on the shore
Of the wide world I stand alone, and think
Till Love and Fame to nothing ness do sink ۲۳

حوصلوں، ارادوں اور قوتِ پرواز کے تمام ترولولوں کے باوجود، زندگی ایک ایسا پرندہ ہے جسے نارسائی کی خلش ہمیشہ سے بے تاب رکھتی ہے۔ اختر شیرانی کے ہاں ''زندگی'' کا یہ زاویہ بھی دیکھئے:

زندگی مست ہے اُس طائرِ ناداں کی طرح
محوِ نظارہ کبھی نرگسِ حیراں کی طرح
اور کبھی بال فشاں، بُوئے خیاباں کی طرح
نکہت گل کدہ و سیلِ بیاباں کی طرح
آرزو اڑنے کی کرتی رہے بے تاب سدا
پر نظر آئے نہ تسکین کا انداز اس کو
یونہی ترساتی رہے حسرتِ پرواز اس کو
نارسائی کی خلش سے رہے بے خواب سدا
کبھی آرام نہ دے حسرتِ پرواز جسے
اپنا انجام نظر آئے نہ آغاز جسے ۲۴

کیٹس کے اوڈز میں حسن و عشق کی ناپائیداری کے علاوہ، انسانی خوشیوں اور حسرتوں کی بے ثباتی اور تغیّر پذیری کا بر ملا ذکر ملتا ہے۔ کیٹس جس نے پہلے اپنی ماں اور بھائی کو ٹی بی میں خون اُگلتے دیکھا اور پھر خود اسی مہلک بیماری میں موت کے سائے، اُس کے سر پر منڈلاتے رہے؛ دراصل انسانی زندگی کی یہ آفاقی حقیقتیں، غم واندوہ کی تلخیوں اس پر واہوئیں۔

Ever let the fancy roam,
Pleasure never is at home,
At a touch, sweet pleasure melteth
Like to bubbles, when rain pelteth; ۲۵

گرمیوں کے لطف، بہاروں کے ذائقے، خزاں کے بار آور موسم سب فنا ہو جاتے ہیں۔ کیا کیا جا سکتا ہے؟ کچھ بھی نہیں!

Summer's joys are spoilt by use,
And the enjoying of the spring,
Fades as does its blossoming;
Autumn's red lipped fruitage too,
Cloys with tasting: What do then, ۲۶

یہی حال انسانی زندگی کا ہے، بہاروں کے پردوں میں سے خزائیں بر آمد ہوتی ہیں اور خوشی کی تابناکیوں میں سے غم......! اختر شیرانی کے کلیتے دل کے جانگداز نغمے سنیئے:

جو بہاروں میں نہاں رنگ خزاں دیکھتے ہیں
دیدۂ دل سے وہی سیرِ جہاں دیکھتے ہیں
ایک پردہ ہے، غموں کا، جسے کہتے ہیں خوشی
ہم تبسّم میں نہاں اشکِ رواں دیکھتے ہیں
دیکھتے دیکھتے کیا رنگ جہاں نے بدلے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

دیدہِ اَشک سے نیرنگ جہاں دیکھتے ہیں
رات ہی رات کی مہماں تھی بہارِ رنگیں
پھر وہی صبح، وہی جورِ خزاں دیکھتے ہیں
ہر حسرت ہے غمِ تازہ کی تمہیدائے دل
نغمۂ شوق میں آثارِ فغاں دیکھتے ہیں
دل میں جینے کی تمنّا نہیں باقی اختر
کوئی دن اور تماشائے خزاں دیکھتے ہیں ۲۷

کیٹس بھی اسی نظریئے کا داعی ہے کہ جو زندگی کی خوبصورتی سے اور ذائقوں سے حظ اندوز ہوگا، اتنا ہی تڑپے گا بھی، چنانچہ اختر کی طرح وہ بھی ہم "تبسّم میں نہاں اَشکِ رواں" کے قائل ہیں۔

Veiled Mclancholy has her sorrows shrine,
Though seen of none save him whose strenuous tongue
Can burst Joy's grape against his palate fine:
His soul shall taste the sadness of her might,
And be among her cloudy trophies hung ۲۸

زندگی کے تلخ حقائق، اختر کو کبھی مضمل اور نڈھال کر دیتے ہیں۔

خزاں ہی سے نہ کیوں ہم دل لگائیں
خدا جانے، بہار آئے نہ آئے ۲۹

اور کبھی روشن خیال امنگیں اُن کے دل میں کروٹیں لینے لگتی ہیں......!

خیالستانِ ہستی میں اگر غم ہے خوشی بھی ہے
کبھی آنکھوں میں آنسو ہیں کبھی لب پر ہنسی بھی ہے
انہی غم کی گھٹاؤں سے خوشی کا چاند نکلے گا
اندھیری رات کے پردے میں دن کی روشنی بھی ہے
یونہی تکمیل ہوگی حشر تک تصویرِ ہستی کی
ہر اِک تکمیل آخر میں پیامِ نیستی بھی ہے
یہ وہ ساغر ہے صہبائے خودی سے پُر نہیں ہونا
ہمارے جامِ ہستی میں سرشکِ بے خودی بھی ہے ۳۰

چنانچہ وہ دُعا گو ہو جاتے ہیں کہ:

سُرود آبادِ ہستی میں اِک سازِ شکستہ ہوں
مرے خاموش تاروں کو ترنّم آشنا کر دے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

چمن زارِ فنا میں ایک مرغِ پر شکستہ ہوں
مجھے قدر آزمائے ذوقِ پروازِ بقا کر دے
مصیبت میں بھی صبر و شُکر کے نغمے زباں پر ہوں
اسیرِ گیسوئے رسم شہیدِ کربلا کر دے
مرے آغاز میں انجام کی صورت نظر آئے
مری ہر ابتداء کو ہم صفیرِ انتہا کر دے ۳۱ے

دُنیا جو مصیبتوں کا گھر ہے۔آفات و بلیّات کی آماجگاہ ہے، جہاں غم والم، حسرتوں، آہوں اور کراہوں کا ایک دلدوز سماں بندھا رہتا ہے، جہاں تمنائیں تڑپ تڑپ کے ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور جہاں سچّی محبت کرنے والے کبھی نہیں ملتے اور ان کی رُوحیں مغموم رہتی ہیں، اختر کے یہ شعر: یہی نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔

ہزاروں محفلیں آباد ہیں، جس میں گناہوں کی
غموں کی، حسرتوں کی، رنج کی، اَشکوں کی، آہوں کی
جہاں ہر وقت برپا اِک نہ اِک تازہ قیامت ہے
یہ دُنیا دیکھنے میں کس قدر معصوم جنت ہے
تمنائیں تڑپتی ہیں جہاں معصوم رُوحوں کی
مرادیں تلملاتی ہیں جہاں مغموم رُوحوں کی
جہاں ہر سمت آفت ہے، مصیبت ہے، اذیت ہے
یہ دُنیا دیکھنے میں کس قدر معصوم جنت ہے!
جہاں پڑھتا رہا ہوں مرثیے میں شادمانی کے
جہاں لکھے ہیں نوحے میں نے اپنی نوجوانی کے
جہاں میرے لئے ہر سانس اِک پیغامِ رقّت ہے
یہ دُنیا دیکھنے میں کس قدر معلوم جنت ہے ۳۲ے

یہی خیال کیٹس کے ہاں اوڈ بنام بلبل(Ode to the Nightingle)میں بھی ادا ہوا ہے۔کیٹس کے خیال میں بھی یہ دُنیا آہ و بکا سے بھری ہے جہاں آفت زدہ لوگ بیٹھ کر کراہتے ہیں، جہاں حسن و عشق کی داستان نا مکمل رہ جاتی ہے جہاں جوانی لاغر ہو جاتی ہے،اور بڑھاپا رعشے کا شکار ہو جاتا ہے...... چنانچہ وہ بلبل کے ''لافانی نغمے'' میں کھو کر اس رنج واَلم کی دُنیا سے فرار چاہتا ہے۔

Fade far away, dissolve and quite forget
What thou among the leaves hast never known,
The wearines, the fever and the fret
Here, Where men sit and hear each other's groan
Where palsy shakes a few, sad, last grey hairs
Where youth grows pale, and spectre-thin and dies

Where but to think is to be full of sorrow
And leaden - eyed despair
Where Beauty can not keep her lustrous eyes,
Or new love pine at them beyond tomorrow ۳۳ے

اور وہ بلبل کے دلکش نغمے کی مدہوش کن فضاؤں میں گم ہو جاتا ہے کہ اچانک ایک لفظ ''Forlorn'' اس کی سماعتوں سے ٹکرا کر اسے جھنجھوڑتا ہے اور اس کے پاؤں پر اسی ارضی زمین اور اس کی تلخ حقیقتوں سے ٹکراتے ہیں۔ ناقدین نے اسے کیٹس کے ہاں، فرار کے بعد عدم فرار (Anti - Escapism) کہا ہے۔ یہ کیٹس کے اوڈز ہیں جن میں اُس کی تمام خیالی بہشتیں زمین بوس ہو رہی ہیں۔ اب اسے پتا چلتا ہے کہ تخیّل (Fancy) اسے زیادہ دیر دھوکے میں نہیں رکھ سکتی اور بلبل کا وہ نغمہ جسے وہ غیر فانی سمجھتا تھا، دُور وادیوں میں ڈوب جاتا ہے۔

Forlorn the very word is like a bell
To toll me back from thee to my sole self!
Adieu, the fancy can not cheat so well
As she is famed to do, deceiving elf
Adieu, adieu! thy plaintive anthem fades,
Past the near meadows, over the still stream,
Up the hill side, and now is buried deep
In the next valley glades
Was it a vision, or a waking dream?
Fled is that music, Do I wake or Sleep? ۳۴ے

کیٹس کی طرح، اختر نے بھی اپنے رومانوی آئیڈیل کو پاش پاش ہوتے دیکھا۔ سلمیٰ کی جدائی میں وہ دیسی شراب پانی ملائے بغیر پیتے رہے اور خود سے انتقام لیتے رہے۔ جوزف سیورن نے آخری ایام میں ٹی بی میں خون تھوکتے ہوئے اور ڈپریشن اور برین ہیمرج کے دوروں میں تڑپتے کیٹس کے قرب وجوار سے ہر، دھاری دار، دھاتی چیز ہٹالی تھی کہ وہ کہیں خودکشی نہ کر بیٹھے، اختر شیرانی نے بھی سلمیٰ کی جدائی اور شادی کے بعد کئی بار خودکشی کی کوشش کی مگر دوستوں کی محافظت اور دراصل اللہ کی مہربانی کہ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ دوست، شیون کی خودکشی جیسے صدموں نے اختر کو ہلا کے رکھ دیا اور کیٹس کی طرح انہیں بھی علم ہوا کہ ان کی خیالی بہشتیں کسی کام کی نہیں۔

دو دن ہی میں عہدِ طفلی کے، معصوم زمانے بھول گئے
آنکھوں سے وہ خوشیاں مٹ سی گئیں، لب کو وہ ترانے بھول گئے
ان پاک بہشتی خوابوں کے، دلچسپ فسانے بھول گئے
ان خوابوں سے یوں آزاد نہ کر
اے عشق ہمیں برباد نہ کر ۳۵ے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

دیوتائے عشق سے یہ التجا، محض طفل تسلی ہے وگرنہ اختر کو اب خُوب پتا چل چکا ہے "امید یہاں اِک وہم سی ہے، تسکیں یہاں اِک خواب سی ہے۔" چنانچہ وہ مرغِ تخیّل کے ہمراہ مزید پرواز کرنے کے لئے تیار ہیں!

اُمید کی جھوٹی جنت کے، رہ رہ کے نہ دکھلا خواب ہمیں
آئندہ کی فرضی عشرت کے، وعدوں سے نہ کر بے تاب ہمیں
کہتا ہے زمانہ جس کو خوشی، آتی ہے نظر کمیاب ہمیں
چھوڑ ایسی خوشی کو یاد نہ کر
اے عشق ہمیں برباد نہ کر ۳۶

نہ سکونِ دل نہ قرارِ جاں، نہ قیامِ صبر کوئی زماں
یہ سرشکِ غم کا ہے کارواں کہ یونہی ہمیشہ رواں رہا
تُو متاعِ گل کدۂ نظر، گلِ نو بہارِ بہشت اثر
میں وہ عندلیبِ شکستہ پر کہ ہمیشہ محوِ فغاں رہا
نہ وہ سوز و سازِ دروں ہے اب، نہ وہ چشمِ گل کدہ گوں ہے اب
نہ وہ سر ہے اب نہ جنوں ہے اب، نہ وہ ذوقِ شُعلہ چکاں رہا
ہے فلک کی بدلی ہوئی نظر، کہیں کس سے اختر نالہ گر
کہ میں اس کے جورِ الم اثر سے ہمیشہ محوِ فغاں رہا ۳۷

سُنی ہوئی دھنیں سریلی ہوتی ہیں لیکن اَن سنی دھنیں ان سے بھی زیادہ مدھ بھری ہوتی ہیں......! اوڈ بنام بلبل (Odd to the Nigntingale) میں کیٹس نے تخیل کی کارفرمائیوں پر کیا خوبصورت بات کہی ہے:

Heard melodies are sweet, but those unheard
Are sweeter, therefore, ye soft pipes, play on,
Not to the sensual ear, but more endeared,
Pipe to the dieties of no tone. ۳۸

اختر کو بھی دُور افتادہ نغموں کی خوش رنگی کا اور تصور کی حقیقت اور افضیلت کا کامل یقین ہے۔

اودیس سے آنے والے بتا!
کیا اب بھی گجر دم چرواہے
ریوڑ کو چرانے جاتے ہیں
اور شام کے دھندلے سایوں کے
ہمراہ گھروں کو آتے ہیں
اور اپنی رسیلی بانسریوں میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

عشق کے نغمے گاتے ہیں

اودیس سے آنے والے بتا! ۳۹

اوڈ بنام یونانی خاکدان (Ode on the Grecian Urn) میں یونانی خاکدان بنی مورتیں جامد ہیں لیکن جذبات میں ڈوبی ان مورتوں کو محبّت نے دائمی حسن دان کر دیا ہے! اور اب یہ خاکدان بنی نوع انسان کا دوست بن کر انہیں صعوبتوں اور آلام وافکار سے بھری زندگی میں یہ پیغام دیتا ہے کہ حسن و صداقت بہت بڑی حقیقت ہے!

When old age shall this generation waste,
Thou shall remain, in midst of other woe,
Than ours, a friend to man, to whom thou sayst,
"Beauty is truth, truth beauty" that is all
Ye know on earth, and all ye need to know ۴۰

اِدھر اختر شیرانی حُسن و صداقت کو زندگی کی اٹل حقیقت مانتے ہیں۔ زندگی کا تیرہ خاکدان، صرف محبت کی روشنی سے جگمگا رہا ہے!

وہ کون نغمہ ہے ساری دُنیا کے نغمہ ہائے طرب سے شیریں
جو انجمِ آسمان و گلہائے باغ کا عکس بن رہا ہے
کوئی بتائے بھلا وہ کیا ہے؟
زمانے کے اہلِ ذوق میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا
کہ وہ محبّت ہے جس سے یہ خاکدانِ تیرہ چمک رہا ہے
حریم ہستی مہک رہا ہے ۴۱

آئی۔ اے رچرڈز کے مطابق، کیٹس کا مقولہ کہ حُسن، صداقت ہے اور صداقت حُسن، قولِ کاذب (Pseudo-statement) ہے۔ ۷۹ انگریزی ناقدین کے ہاں کیٹس کے اوڈ بنام یونانی خاکدان (Ode on the Grecian Urn) کے ان مصرعوں پر بڑی لے دے ہوئی ہے۔ کیٹس نے خود کہا تھا کہ وہ ایسی شاعری سے نفرت کرتا ہے جو ہم پر کوئی بھی مقصد نقش کرنے کی کوشش کرے۔

(We hate poetry that has a palpable design on us – Keats) ۴۲

کیٹس کے مطابق، یونانی خاکدان اچانک بول پڑا ہے اور اُس نے وعظ و تبلیغ شروع کر دی ہے! ۴۳

یہ مصرعے کیٹس کے نظریہ شعر سے مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں یہ ایک الگ بحث ہے۔ ہم نے تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ شاعر نے، زندگی کی جس آفاقی صداقت کو محسوس کیا ہے اُس کا نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ اسے وضاحت و صراحت کے ساتھ ایک دُنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اِدھر اختر شیرانی، بھی شاعری میں مقصدیت کے قائل نہیں ہیں لیکن وہ بھی کیٹس کی طرح، اسی آفاقی حقیقت تک پہنچتے ہیں اور اس کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ حُسن و صداقت زندگی کی اٹل حقیقتوں میں سے ایک ہے!

حوالہ جات

۱۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۵۲۶

۲۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 234

۳۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۶۴۹

۴۔ ایضاً ص ۷۴۴۔۷۴۵

۵۔ ایضاً ص ۹۲

۶۔ ایضاً ص ۵۹۷

۷۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 46

۸۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص

۹۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 15

۱۰۔ ibid Pg 347

۱۱۔ ibid Pg 348

۱۲۔ ibid Pg 346

۱۳۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۶۸۸

۱۴۔ ایضاً ص ۳۲۹

۱۵۔ ایضاً ص ۳۳۱

۱۶۔ ایضاً ص ۳۳۱

۱۷۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 248

۱۸۔ ibid Pg 231

۱۹۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۹۸۹۔۹۹۳

۲۰۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 237

۲۱۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۱۱۶

۲۲۔ ایضاً ص ۳۳۳

۲۳۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 303

۲۴۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص 413

۲۵۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 237

۲۶۔ ibid Pg 237

۲۷۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۴۸۵

۲۸۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 248

۲۹۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۱۱۸

۳۰۔ ایضاً ص ۳۳۲

۳۱۔ ایضاً ص ۹۴۱۔۹۴۲

۳۲۔ ایضاً ص ۷۸۸۔۷۴۰

۳۳۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 231

۳۴۔ ibid Pg 234

۳۵۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۳۳

۳۶۔ ایضاً ص ۳۳

۳۷۔ ایضاً ص ۶۸۹

۳۸۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 233

۳۹۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۲۰۹

۴۰۔ Keats, John, 'The Complete Poetical Works of John Keats', Harvard University, 1907, Pg 234

۴۱۔ شیرانی،اختر،کلیات اختر شیرانی،مرتبہ ڈاکٹر یونس حسنی۔بک ٹاک لاہور،2009ء،ص ۹۶۰۔۹۶۱

۴۲۔ Murrey, John Middleton, “Studies in Keats: Old and New',Haskel House Publications,1912, Pg 116

۴۳۔ Keats, John, "The Poetical Works and other Writings of John Keats",Volume 3, Reeves and Turner,1883, Pg. 113